بنی اسرائیل

اپنی تاریخ و کردار کے آئینے میں

مولوی سمیع اللہ قیصر، اگاڑی نگر، بمبئی۔

(۲)

حضرت یعقوبؑ مصر میں:-

اب کی حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو تاکید کر دی تھی کہ آئندہ اپنے والدین کو بھی ساتھ لانا، اب حقیقت کھل چکی تھی۔ اور واقعات پر سے پردہ اٹھ چکا تھا، اب بیٹے والدین کو ساتھ لے کر کنعان سے مصر کی طرف چلے، یہ اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کے وطن سے ان کا پہلا خروج تھا، یہ اپنے بزرگ آبا و اجداد کا وطن چھوڑ کر محض اسلئے مصر جا رہے تھے، کہ وہاں دونوں وقتوں کی روٹیاں آرام سے مل جائیں گی۔

حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر:-

حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والدین اور بھائیوں کی آمد آمد کی خبر ملی تو آپ نے ان کے استقبال کے لئے فرعونِ مصر کی اجازت سے ایک شاہانہ تخت بچھایا، اور اس پر تحدیث نعمت کے طور پر نہایت شان و شوکت سے بیٹھے۔

والدین اور بھائی آتے ہی سجدہ تعظیمی بجا لائے۔ اس وقت حضرت یوسفؑ نے ابا جان کو وہ خواب سنایا، اور کہا کہ یہ میرا عہد نابالغی کا خواب تھا۔ اور یہ اس خواب کی تعبیر ہے۔ ؎

بنی اسرائیل کی پہلی ہجرت :-

اس کے بعد حضرت یوسفؑ نے فرعونِ مصر سے سفارش کر کے مصر کا ایک نہایت زرخیز اور سرسبز خطہ ان کو جاگیر کے طور پر دلا دیا۔ جہاں وہ اپنے مال مویشیوں کے ساتھ امن و عافیت سے رہنے لگے۔ یہ بنی اسرائیل کی پہلی ہجرت تھی۔

(کتاب پیدائش ۱۱ تا ۲۷)

جنازہ یعقوب کنعان میں :-

کچھ دنوں کے بعد جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت یوسفؑ نے ان کو وہاں نہیں دفنایا، اس لئے کہ ان کو اپنے باپ کی وصیت سے یہ معلوم ہوگیا تھا۔ کہ کنعان یا فلسطین ہمارا ارض موعود ہے اور ایک دن بنی اسرائیل کو پھر وہیں لوٹ کر جانا ہے۔

اس لئے حضرت یوسفؑ فرعون مصر سے اجازت لے کر اپنے باپ کا تابوت لے کے بھائیوں سمیت کنعان آئے۔ یہاں ان کو دفنایا، پھر مصر واپس چلے گئے۔ اس طرح بنی اسرائیل کا مصر سے چولی دامن کا ساتھ ہوگیا۔ (بائبل کتاب پیدائش ۵۰ باب ۱ تا ۱۴ فقرہ)

یہی وصیت حضرت یوسفؑ نے اپنے متعلق بھی اپنے بھائیوں کو کی تھی کہ میری ہڈیاں ارض موعود میں لے جا کر دفن کرنا۔ (پیدائش ۵۰ باب ۲۴ تا ۲۶)

مصر سے بنی اسرائیل کا خروج :-

یہ ہم سبھوں کو معلوم ہے کہ زمانہ ہمیشہ کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ یوسف علیہ السلام کی وفات[۵]

؎۱- یہ سب باتیں قرآن میں بیان کی گئی ہیں۔

؎۵- یوسف علیہ السلام کی عمر ۱۱۰ برس پیدائش ۵۰

کے بعد تختِ مصر پر ایک ایسا بادشاہ بیٹھا، جو بنی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی آبادی اور طاقت سے خوف زدہ تھا، اس لئے اس پر طرح طرح کی پابندیاں لگا دیں۔ تمام [illegible] سے محروم کر دیا اور ان سے سخت محنت و مزدوری کا کام لینے لگا۔ اس وقت مصر کا حکمران طبقہ قبطی تھا، بنی اسرائیل اب ان کے محکوم و غلام بن گئے۔

اسی طرح دن پہ دن اور سال پر سال گذرتے گئے۔ اور بنی اسرائیل کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی۔

ارضِ موعود کی دُعا:۔

دوسری طرف ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن ان کو پھر کنعان جانا ہے جس کو وہ "ارضِ موعود" کہتے تھے۔ اس کے لئے خدا کے سامنے گریہ وزاری کرتے، استغاثات ہوتے اور مناجات کی جاتی،

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت:۔

آخر ساڑھے تین سو سال کے بعد خدا نے ان کی دُعا سنی، اور بنی اسرائیل کے لاوی خاندان میں ایک بچہ پیدا ہوا، وہ اور بچوں کی طرح باپ کی آنکھوں کا تارا اور ماں کے دل کا دلارا تھا۔

مگر انہیں دنوں فرعونِ مصر نے بنی اسرائیل کی طاقت توڑنے کے لئے ایک قانون نافذ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی نوزائیدہ فرزند نرینہ زندہ نہ چھوڑا جائے۔

وہ بچہ اسی بے رحم قانون کی ایک اندھیری رات میں پیدا ہوا، دُنیا کے ظلم و ستم پر روتا دھوتا اور بنی اسرائیل کے روشن مستقبل کو دیکھ کر ہنستا کھیلتا ہوا وہ بچہ قتل کے ڈر سے ایک ٹوکری میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا گیا۔ دریائے نیل جو سارے مصر کو سیراب کرتا ہے۔ اب اس بچے کی سیرابی و شادابی کے لئے آگے

بڑھا۔ اور اس ہونہار اور ماہ رو بچے کو شاہی خاندان کی ایک خاتون کی گود میں پہنچا دیا۔ وہ فرعون مصر کی بیوی یا بیٹی تھی عہ

مصر کے جوتشیوں، کاہنوں اور غیب دانی کے مدعیوں نے اس بچے کو بھی ہلاک کرنا چاہا۔ مگر فرعون مصر رعمسیس کی نرم دلی آڑے آئی۔ اس معصوم اور ننھے بچے کو رعمسیس نے اپنی پناہ و حفاظت میں لے لیا۔

بچہ ماں کی گود میں

یہ بچہ بھی عجیب فطرت لے کر پیدا ہوا تھا۔ پتہ چل گیا کہ اپنی اماں کے سوا اور کسی کی چھاتی کو منہ نہیں لگائے گا۔ سب دایہ بچے کو بہلانے پھسلانے اور لوریاں سنانے میں ناکام ہوگئیں۔ تو اب تدبیر الٰہی اس بچے کی ماں کو دایہ کے طور پر وہاں بلا لائی۔ اس نے بچے کو آغوش میں لیا، سینے سے لگایا، چوما اور چاٹا۔ پھر دودھ بھری چھاتی پیش کی تو دو منہ پھاڑ کر لپکا، اور چھاتی منہ میں لے کر غٹ غٹ دودھ پینے لگا۔ ماں بیٹے کی ملاقات تو ان دونوں کے لئے انمول خوشی تھی ہی، رعمسیس بھی پھولے نہیں سمایا۔ اور اس عورت کو دودھ پلانے والی دایہ کے طور پر رکھ لیا۔

اب ماں اور بیٹے دونوں شاہی محل میں پروان چڑھنے لگے۔ بچہ جلد جلد بڑھنے لگا۔ بچپن کی دلربا ادائیں سبھوں کا دل موہنے لگیں۔ ماں تو ماں ہی تھی کہ اس کا دل مامتا سے بھرا تھا۔ رعمسیس اور اس کی بیوی یا بیٹی بھی دن بدن بچے پہ زیادہ مہربان ہوتی گئی۔

انکشافِ راز

اس اثنا میں اس راز کا انکشاف بھی ہو گیا کہ یہ بچہ اسرائیلی ہے اور کاہنوں اور مذہبی لوگوں نے اس کی سزائے موت کا فیصلہ

عہ ۱۔ قرآن مجید میں ہے آلِ فرعون اور امرأۃ فرعون کہا گیا ہے۔ قصص ۹/ خروج ۱۰:۲ میں فرعون کی بیٹی۔

عہ ۱۔ قصص ۱۴/۱۳۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے تفسیر موضح القرآن میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھتیجی تھی۔ القصص رکوع ۲، پارہ/۲۰

عہ ۵:۔ بائبل خروج باب ۲ میں تصریح ہے کہ فرعون کی بیٹی نے اسی وقت پہچان لیا کہ یہ عبرانی (اسرائیلی) بچہ ہے اس لیے اس کو ایک عبرانی (اسرائیلی) دایہ حضرت موسیٰ کی ماں کے سپرد کیا اور حضرت موسیٰ اپنی ماں کے گھر پلنے لگے۔

کو سنا دیا۔ مگر رعمسیس نے قانون کو قانون سے توڑ دیا اور کہا کہ ہمارا قانون نومولود بچوں کے لیئے ہے، لیکن یہ بچہ تین چار مہینوں کا ہے اور اس قانون کے نفاذ سے پہلے کا ہے۔

موسیٰ شاہی محل میں

اب یہ بچہ شاہی محل میں ایک شہزادے کے طور پرا بھرا، حسن و جمال، صحت و تندرستی اور عقل و شعور میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، رعمسیس اور شاہی خاندان کی سب عورتیں اس پر مہربان تھیں۔

رعمسیس کی وفات :۔

لیکن رعمسیس اب بوڑھا ہو گیا تھا، اس کی زندگی کے دن پورے ہو چلے تھے، وہ اس بچے[1] کو داغ مفارقت دے گیا۔ (ماخوذ از بائیبل)

قبطی کا مارا جانا :۔

ادھر قضا را ایک دن ایک اسرائیلی اور ایک قبطی لڑ پڑے۔ وہ بچہ جو اب جوان ہو چکا تھا، اس طرف سے گزرا، اس نے قبطی کو اسرائیلی پر ظلم کرتے دیکھا، بیچ بچاؤ کے جھگڑے میں ان کا ایک مکا، قبطی کو لگ گیا، اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

موسیٰ کی مدین کی طرف ہجرت :۔

یہ رپورٹ بادشاہ کو ملی، مجلس شوریٰ نے اس نوجوان کو قصاص میں قتل کرنا چاہا، اس کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ حجاز کے ایک شہر "مدین" کی طرف

---

[1] یہ بات کہ اس وقت حضرت موسیٰ کی عمر تین ماہ کی تھی خود بائیبل میں بیان کی گئی ہے۔

ہجرت کر گیا۔ وہاں دس سال قیام کرنے کے بعد پھر وہ مصر کی طرف لوٹا، وارنٹ گرفتاری کی میعاد ختم ہو چکی تھی اب وہ قانون کی گرفت سے آزاد تھے۔

اعلان نبوت :۔

اب جو وہ مصر آئے تو ان کے سر پر نبوت کا تاج تھا، اس کے علاوہ ”معجز نما عصا“ اور ”ید بیضا“ لے کر مصر پہنچے، یہ ہمارے وہ ممدوح ہیں۔ جن کو اب ہم ”موسیٰ“ کے نام سے یاد کریں گے۔ جس کے معنی ہیں ”دریا کا گوہر آب دار“

موسیٰؑ دربار فرعون میں :۔

اب کی جو حضرت موسیٰ مصر لوٹے تو ایک قبطی شہزادے کے طور پر نہیں، بلکہ اسرائیلی قوم کے ایک فرد کے طور پر، فرعون کا شاہی محل بہت پہلے آپ کے حسب و نسب سے آگاہ ہو چکا تھا۔ اگرچہ موجودہ فرعون آپ کا ہمدرد نہیں تھا مگر مصر میں حکومت قانون کی تھی، اور سبھوں کو اظہار رائے کی آزادی تھی، حضرت موسیٰ نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا، اور شاہی محل میں اعلانِ نبوت کیا، معجزے پہ معجزہ دکھایا۔ روشن دلائل سے سبھوں کو قائل کیا، ساحروں پہ فتح پائی۔ ع

بنی اسرائیل کی تیاری ہجرت

ادھر بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ وہ مصر چھوڑنے اور کنعان جانے کے لئے بے چین تھے۔ انھیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اب ”ارض موعود“ کی طرف ہجرت کرنے کا وقت قریب آگیا ہے، گھر گھر مشورے اور سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔

مطالبہ رہائی

اب حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے بنی اسرائیل کی

ع۹۔ ان تمام باتوں کے لئے بائبل کتاب خروج کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

رہائی کا مطالبہ کیا، پہلے تو اس نے انکار کیا، لیکن جب معجزے پر معجزہ دکھایا، اور ایک معجزے کے نتیجے میں قبطیوں کے پہلوٹھے دھڑا دھڑ مرنے لگے۔ تو اس نے بنی اسرائیل کو مصر سے ہجرت کرنے کی اجازت دیدی ساتھ ہی اپنے لئے دعا اور شفاعت کی درخواست بھی کی۔

بنی اسرائیل کو مصر میں رہتے ہوئے چار سو تیس[عہ۱] سال گزر چکے تھے، دنیا کے حالات کچھ سے کچھ ہو گئے تھے۔ کنعان یا فلسطین جہاں ان کو لوٹ کر جانا تھا اس پر دوسری قوموں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس حالت میں وہ مصر سے نکلے۔

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے اس قافلے کی قیادت فرما رہے تھے۔

اسرائیلیوں نے مصر چھوڑتے وقت ایک ناشائستہ[عہ] حرکت کی۔ اور وہ یہ کہ دھوکہ دے کر قبطیوں کے سونے چاندی کے زیورات اور برتن ہتھیا لئے، اور یہ سب سامان لے کر نکلے۔ یہ خروج سختی سے صیغۂ راز میں رکھا گیا تھا۔ ورنہ قبطی انہیں سونے چاندی کے زیورات اور برتن لے کر جانے کی اجازت نہ دیتے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ گھر کا سارا سامان، گھوڑے، گدھے، خچر، گائے بیل حتیٰ کہ مرغیاں بھی تھیں، گھر کا سارا سامان تو تھا ہی، راستے میں سمندر آیا تو رحمت الٰہی کے ہاتھ تھام ان کو دریا سے بحفاظت پار کر دیا، ان کے لئے سمندر پایاب ہو گیا۔

اب یہ آگے بڑھے تو قدم قدم پر مشکلات کا احساس ہونے لگا، حضرت موسیٰ سے بھی الجھ پڑے، بہت دنوں تک ایک جنگل میں بھٹکتے رہے، مگر من و سلویٰ کے مزے لوٹتے رہے۔ پھر آگے بڑھے تو لڑ بھڑ کر کنعان، فلسطین اور شام پر قبضہ کر لیا۔ حضرت موسیٰ

عہ۱۔ ماخوذ از بائیبل کتاب خروج باب ۱۲، عہ۲۔ خروج، باب ۱۲

عہ۳۔ اسی سفر میں حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو چھوڑ کر چالیس دنوں کے لئے کوہ طور پر گئے، اور احکام عشرہ (دس احکام) لے کر واپس آئے، ان احکام میں بنی اسرائیل کو ہر قسم کی بت پرستی سے منع کیا گیا تھا اور معاشرتی و اخلاقی تعلیمات تھیں۔

اس سے پہلے "موآب" کی سرزمین میں فوت ہو چکے تھے، اور بنی اسرائیل کی قیادت حضرت یوشع نے سنبھال لی تھی،

حضرت داؤدؑ کا ظہور :-

یہ بارہ قبائل تھے اور حکومت قبائلی رنگ کی تھی، کچھ دنوں کے بعد "طالوت و جالوت" کی جنگ میں "جالوت" کو قتل کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام ان قبائل کے سربراہ منتخب ہوئے، اور انہوں نے ان سبھوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا، (سورہ البقرہ)

حضرت داؤدؑ کی وفات کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اس اسرائیلی حکومت کو خوب ترقی دی، اور اس کا شمار دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہونے لگا، آپ ہی کے زمانہ میں "ملکہ سبا" کے ملک یمن کا بھی اس اسرائیلی حکومت کے ساتھ الحاق ہو گیا،

ہیکل کی تعمیر :-

حضرت سلیمان کے عہد میں "ہیکل" کی تعمیر ہوئی، جس کو مسجد سلیمانی بھی کہتے ہیں، اس ہیکل پر مسجد کا اطلاق محض ایک عبادت گاہ کے طور پر ہوتا ہے قرآن مجید میں اسی کو "مسجد اقصیٰ" اسی معنی میں کہا گیا ہے۔ ورنہ اس میں "نماز پنجگانہ" کا نظام نہیں تھا، وہ تو ایک قربان گاہ تھی، عبادت یہ تھی کہ جب جس کے جی میں آیا، آ کے گریہ وزاری کر لی،

خیمہ اجتماعات :-

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں یہ عبادت خیموں میں ہوا کرتی تھی، اسی کو "خیمۂ اجتماعات" کہتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی دن مقرر نہ تھا، جب کوئی مصیبت

نازل ہوتی، اور عبادت کرنے اس خیمے میں جمع ہو جاتے۔

بائبل کا تصورِ خدا :-

وہ زمانہ گزر گیا اور تھا، بائبل کا مطالعہ کیجئے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے درمیان چلتا پھرتا تھا، اور مشعل دکھا دکھا کے ان کو راستہ بتاتا جاتا تھا، کیسا عجیب و غریب زمانہ ہوگا، خدا کبھی بادل میں بیٹھا ہے تو کبھی بجلی اور کڑک بن کر گرج رہا ہے، تو کبھی مشعل بن کر بنی اسرائیل کے آگے آگے چل پھر رہا ہے اس کے لئے کتاب خروج کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

حضرت سلیمان نے شاید یہ محسوس کیا کہ اس طرح خدا کو خیمے کے آگے پیچھے اور اوپر نیچے چلانا ٹھیک نہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کے لئے ایک ہیکل کی تعمیر کر دی۔ کہتے ہیں کہ فن تعمیر کے لحاظ سے یہ ایک نادر روزگار اور عجوبۂ زمانہ عمارت تھی، اب خیمۂ اجتماعات کا کام اسی ہیکل سے لیا جانے لگا، اب خدا کو بار بار بنی اسرائیل کو راہ بتانے کے لئے آسمان سے آنے جانے کی ضرورت نہیں تھی۔

اسرائیلی حکومت کے ٹکڑے :-

لیکن حضرت سلیمان ع کے بعد اس قوم کا ستارہ گردش میں آ گیا۔ اس کی حکومت کے دو ٹکڑے ہو گئے، "سامریہ" اور "یہودیہ"

سامریہ :- پہلی حکومت دس قبائل کی تھی اور یہ وہی تھے جن کے آباؤ اجداد نے حضرت یوسف ع کو کنویں میں ڈالا تھا، یہ وہی اسرائیلی کہلاتے تھے۔

یھودیہ :- دوسری حکومت کا نام "یہودیہ" تھا، اس کا تعلق حضرت یوسف ع بنیامین، اور حضرت موسیٰ ع کے بعض قبائل سے تھا،

بنی اسرائیل بہت جلد حضرت موسیٰ ع اور ان کی تعلیمات سے منحرف ہو گئے، ان سب نے اس عہد کو توڑ ڈالا جو حورب یا سینا کے میدان میں

دوسو سال کے عذاب سے بچا سکتا، یہ عہد نامہ اسلام سے قطعی مختلف ہے اس میں تو حید کی دعوت، بت پرستی کی مخالفت اور معاشرتی و اخلاقی تعلیمات ہیں، اور بشارت محمد کی بھی ہے استثناء باب ۱۸، آیت ۱۵۔

بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل :-

اس لئے خدا نے جلد ہی ان قبائل پر آشوری بادشاہ سارگون کو مسلط کر دیا، جس نے سامرہ پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور قتل و غارتگری کے بعد ان قبائل کو اس طرح مختلف ممالک میں بکھیر دیا کہ پھر کہیں ان کا پتہ نہیں چلا، معلوم نہیں کہ ان کو آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی، تاریخ میں بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کہلاتے ہیں۔ اب ان میں سے بعض قبائل کا ایشیائے کوچک ایران، افغانستان، اور کشمیر میں پتہ چلتا ہے، یہ ۷۲۲ قبل مسیح کی بات ہے۔

ریاست یہودیہ کی تباہی :-

اس کے ڈیڑھ سو سال بعد کلدانی بادشاہ "بخت نصر" نے ریاست یہودیہ کو تہس نہس کر ڈالا، اور ہیکل کو تباہ و برباد کر دیا۔
اس قتل و ہلاکت سے جو یہودی بچے، انھیں گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ اس حملے کا ذکر قرآن مجید کے پندرھویں پارہ کی ابتدائی آیات میں بھی ہے۔ ۵۹۷ قبل مسیح کی بات ہے، یہ یہودی لگ بھگ سو سال تک بابل میں غلامی کی زندگی گزارتے رہے۔

یہود کی یروشلم کو واپسی :-

لیکن جب بابل پر شاہ فارس "خورس" کا اقتدار قائم ہوا تو اس نے یہودیوں کو فلسطین واپس جانے، گھر اپنا بنانے اور نئے سرے سے ہیکل کی تعمیر کی اجازت دے دی، یہ لوگ عزریاہ کی قیادت میں پھر فلسطین میں داخل ہو گئے، شہر

بنائے ، اور دوبارہ ہیکل کی تعمیر کی۔

ہیکل کی دوسری تعمیر :-

ہیکل کی اس دوسری تعمیر کو بنی اسرائیل کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ یہودیوں کے لئے اصلاحات کا زمانہ تھا، حضرت عزرا نے کئی اصلاحات کا نفاذ کیا

پہلے یہودیوں یا اسرائیلیوں کو ہیکل کے علاوہ اور کہیں عبادت کرنے کی اجازت نہیں تھی ، اب اجازت دے دی گئی ، ہندوستان میں بھی اس اجازت کے بعد ہی کنیساؤں عہ کی تعمیر ہوئی۔

یہ دراصل سیاسی عروج وزوال کا نتیجہ تھا، دورِ عروج میں جو خامی محسوس نہیں ہوتی ، دورِ زوال میں محسوس ہو جاتی ہے۔

یہ قوم جب تک بابل میں گرفتار رہی انھیں محسوس ہوا کہ ہر جگہ عبادت خانے بنانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ ورنہ یروشلم کے باہر ان کی عبادت ناممکن ہے، عزرا نبی نے اس کی اجازت دیدی۔

(جاری)

عہ ۱ ۔ اس جگہ ہندوستان [illegible]

عہ ۲ ۔ یروشلم کو مسلمان بیت المقدس اور ہیکل کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں (مترجم)